ریاست بنانے کا شاید یہ آخری چانس ہو اور اگر دینی قوتیں ایم آر ڈی نما لے پی سی کی سیکولر سیاسی شاطرانہ چالوں کا صید زبوں بن گئیں تو ہو سکتا ہے بیلنس آف پاور سیکولرز اور لبرلز کے حق میں چلا جائے تو مستقبل میں پاکستان سیکولر ریاست ڈکلیئر ہو جائے کیونکہ

سیاستدان اور بیوروکریٹس اندرونی طور پر اس فارمولے پر متفق ہیں۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ جنرل محمد ضیاء الحق آخرت کے سفر پر روانہ ہو چکے تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان سے بہترین معاملہ فرمائے اور حادثہ میں جس قدر اذیت انہوں نے پائی وہ ان کے ذنوب و سیئات کا کفارہ بنا دے آمین! اب یہ سارا بوجھ غلام اسحٰق خان اور ان کے اعوان و انصار پر ہے اور ان کی ذمہ داریاں دوگونہ ہیں۔ ان کے ذمہ ضیاء الحق کے عمل کو تسلسل دینا بھی ہے اور اپنی انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا بھی ہے۔ غلام اسحٰق صاحب کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ

پاکستان اور اسلام لازم و ملزوم ہیں!

اور یہی پاکستانی عوام کی شہ رگ ہے" ضیاء الحق کی شہادت سے یہ شہ رگ نہیں کٹنی چاہیئے اگر خدانخواستہ موجودہ رجیم کے عہد میں تساہل یا تمرد کے سبب نفاذ شریعت کا عمل کٹ گیا تو پھر حکمران یقین کرلیں کہ پاکستان کی شہ رگ کٹ گئی اور وہ منحوس گھڑی اُمت اور وطن کی ویرانی کیلئے آخری گھڑی ہوگی۔ پھر پاکستان اور دین دشمن قوتیں وہ ننگا ناچ ناچیں گی جس کے تصور سے ہی روح فنا ہوئی جاتی ہے

نئی مطبوعات

مرزائیت کے قلعہ کو مسمار کرنے کیلئے عظیم ہتھیار

- عقیدۂ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں — ۱۸/- روپے
  مولانا محمد اسحٰق صدیقی
- اسلام اور مرزائیت — مولانا محمد عبداللہ — ۱۲/- روپے
- قادیانیوں کے دجل و فریب کے شکار مسلمانوں کو دعوت حق — ۱۵/- روپے
  مولانا محمد عبداللہ

ان کا مطالعہ تحریک ختم نبوت کے ہر کارکن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

محمود الحسن قریشی ایم اے

"شہاب نامہ" اور قادیانیت

قدرت اللہ شہاب کی سوانح عمری شہاب نامہ کو ۱۹۸۷ء کی بہترین کتاب قرار دیا گیا ہے۔ شہاب برصغیر کے ان چند نوجوان طالب علموں میں سے تھے جنہوں نے آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ اس سال یہ واحد کشمیری تھے جنہوں نے یہ امتحان پاس کیا۔ تقسیم سے پہلے بھی یہ مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور تقسیم کے بعد انہیں کئی حکمرانوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع میسر آیا۔ انہوں نے حکمرانوں کے نشیب و فراز کو تفصیل سے شہاب نامہ میں پیش کیا ہے۔ شہاب نے یونیسکو کے ممبر کی حیثیت سے بھی بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے لئے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ جن میں ان کا نمایاں کام اسرائیل میں جاکر جاسوسی کرنا اور عالمی سطح پر یہودیوں کے مظالم کو بے نقاب کرنا ہے۔ شہاب نہ صرف درد مند دل رکھنے والے مسلمان تھے بلکہ مذہب سے اس قدر لگاؤ تھا کہ آخری عمر میں وہ ایک باعمل صوفی کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ بلکہ ممتاز مفتی نے تو اپنے مضمون میں شہاب کو ولی اللہ کے طور پر پیش کیا ہے

شہاب نامہ ہمارے عہد کی ایک اہم دستاویز ہے جس میں نہ صرف ہمارے دور کے ادبی، مذہبی، سیاسی، سماجی رویوں کو پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ تاریخی اعتبار سے بھی ایسے واقعات تحریر کیے ہیں۔ جس سے نہ صرف حکمرانوں کے بلکہ بعض مذہبی گروہوں کے ڈھول کے پول بھی کھل جاتے ہیں۔ "شہاب نامہ" میں قادیانیوں کے خود ساختہ مذہب، منافقانہ سیاست اور چاپلوس سیاسی شخصیتوں کے کافرانہ رویوں کو جابجا پیش کیا گیا ہے۔ برصغیر کا ایک اہم دور وہ بھی ہے۔ جب مسلمان کشمیر میں تحریک چلا رہے تھے۔ مرزائیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے منافقانہ سیاسی کردار کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اور کشمیر کو مرزائی ریاست بنانے کا زبردست منصوبہ تیار کیا۔ جو کہ مجلس احرار اسلام کے اکابر کی بروقت مداخلت سے پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ احرار کے شعلہ بیان مقررین نے جہاں انگریز سامراج کے اقتدار کی چولیں ہلادیں وہاں ہندوؤں اور مرزائیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ قدرت اللہ شہاب مرزائیوں کے

مذموم ارادوں کو پیش کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہوتے ہیں۔

سری نگر میں ۱۳ جولائی کی وحشیانہ فائرنگ سے سارے برصغیر کے مسلمانوں میں بھی رنج و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔

سب سے پہلے لاہور میں خان بہادر رحیم بخش سیشن جج کی ملتان روڈ والی کوٹھی پر مشورہ کرنے کے لیئے چند مسلمانوں کا ایک اجتماع ہوا۔ جموں کی (Young Muslim Association) کی نمائندگی کرنے کے لیئے اے آر ساغر بھی اس میں شامل تھے۔ اس میں طے پایا کہ ہندوستان بھر سے سربرآوردہ مسلمان اکابر کو اکٹھا کر کے اس بارے میں کوئی متفقہ فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں فیئر ویو نام کی ایک دو منزلہ کوٹھی میں ایک میٹنگ کے نتیجہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی میں جو حضرات شامل ہوئے ان میں علامہ اقبال، نواب سر ذوالفقار علی، خواجہ حسن نظامی نواب کنج پورہ، نواب باغپت، سید محسن شاہ، خان بہادر شیخ رحیم بخش، عبدالرحیم درد اور اے آر ساغر کے نام سرفہرست تھے۔ چند دوسرے حضرات کے علاوہ وادی کشمیر کے ایک نمائندے غالباً میرک شاہ بھی اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔۔

بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیرالدین محمود نے کرڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیرالدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان کے سرکردہ مسلمان اکابر نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس شرانگیز پروپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے نہایت عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا۔ تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر اپنے خود ساختہ "نبی" کے حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں یہ مہم کافی کامیاب رہی۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر شوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ

ملہ :۔ شہاب نامہ ص ۳۶۰، ۳۶۱

آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سرِ نو مشرف بہ اسلام ہو گئی۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت کی آڑ میں مرزا بشیر الدین محمود کی یہ چالبازیاں اور حرکات دیکھ کر علامہ اقبال ؒ نے شملہ والی کشمیر کمیٹی سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کشمیر کے متعلق اس تحریک کی اعانت اور سرپرستی فرمانا شروع کر دی جو مجلس احرار نے بطور خود نہایت جوش و خروش سے شروع کر رکھی تھی۔"

——— قدرت اللہ شہاب نے ایک معتدل مصنف کی حیثیت سے بہت خوبصورت طریقے سے ان چند سطور میں قادیانیوں کی منافقانہ چالوں کا پردہ چاک کیا ہے اور قادیانیوں کی ناکامی اور نامرادی کا سہرا مجلس احرار کے سر باندھا ہے کہ احرار رہنماؤں کے بروقت اقدام سے کشمیری مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد راہ راست پر آ گئی اور کئی سادہ لوح مسلمان مرزائیوں کی مذہبی بھول بھلیوں سے نکل کر تائب ہو گئے۔ قدرت اللہ شہاب مرزائیوں کے خلاف مجلس احرار کی مزید کامیاب کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"علامہ اقبال کی سرپرستی میں تحریک کشمیر کی رہنمائی مرزا بشیر الدین محمود کی کشمیر کمیٹی سے نکل کر مجلس احرار میں آ گئی تو قادیانیوں نے متوازی خطوط پر اپنی کمیٹی چلانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن احرار کے مقابلے میں ان کی دال نہ گل سکی کسی وجہ سے جس کا مجھے علم نہیں قادیانی عرصہ دراز سے کشمیر پر اپنا تسلط جمانے کا خواب دیکھتے چلے آئے ہیں ریاست میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی ایجی ٹیشن میں انہیں غالباً اپنے اس خوابِ پریشان کی تعبیر نظر آنے لگی۔ لیکن مجلس احرار نے ان کی یہ امنگیں اور آرزوئیں خاک میں ملا دیں۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں پہلے تو احرار کے چند سرکردہ قائدین نے خود سری نگر جا کر مہاراجہ ہری سنگھ اور اس کے وزیر اعظم سر ہری کرشن کول سے مل کر افہام تفہیم کے ذریعے معاملات سلجھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ لاتوں کے بھوت تھے باتوں سے کیسے مان جاتے مایوس ہو کر احرار کے لیڈر واپس آئے تو سارا پنجاب کشمیر چلو، کشمیر چلو کے نعروں سے گونج اٹھا۔ اور آزادی کشمیر کے متوالے رضا کاروں نے سر پر کفن باندھ کر ریاست کی سرحدیں

---

(۱) شہاب نامہ ص ۲۶۳، ۲۶۴

عبور کرنے کا بیڑا اٹھایا۔"

مجلس احرار نے مرزائیوں کا ہر میدان میں بھرپور مقابلہ کیا۔ اس کے لئے انہیں چاہے جسقدر مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اس صورت حال کا دلچسپ انکشاف احرار رہنما ماسٹر تاج الدین لدھیانوی مرحوم کی کتاب "احرار اور تحریک کشمیر"، میں ہوتا ہے کہ جب تمام احرار رہنما قید ہو گئے تو ماسٹر صاحب سردیوں کے موسم میں بڑی مشکل سے سرینگر پہنچے اور وہاں ایک بوٹ ہاؤس میں چھپ کر اس تحریک کے لئے بھرپور کام کرتے رہے۔ جبکہ اسی دریا کے دوسرے کنارے پر ایک بوٹ ہاؤس میں مرزا محمود کا نمائندہ عبدالرحیم درد مع اپنی دولت کے ریشہ دوانیوں میں مصروف تھا۔

اسی تحریک میں جب مجاہدین کا لشکر بارہ مولا پہنچ گیا اور قریب تھا کہ سری نگر پر قبضہ کرے تو ایک دفعہ پھر مرزائیوں نے اپنا کام دکھایا اور مسلمانوں کو اپنے مفاد کی خاطر زبردست دھوکہ دیا۔ قدرت اللہ شہاب کے نزدیک سری نگر پر قبضہ نہ کر سکنے کی ایک بڑی وجہ انہی مرزائیوں کا کردار تھا۔

"چوتھی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ بھارتی ففتھ کالم کے علاوہ قادیانیوں کے ایک منظم گروہ نے بھی اس موقعہ پر مسلمانوں کے ساتھ غداری کو عملی جامہ پہنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴ راکتوبر ۱۹۴۷ء کے روز قائم ہوئی تھی لیکن پونچھ میں جہاد کا رنگ اور روح بھانپ کر غلام نبی گلکار نامی ایک کشمیری قادیانی نے بیس روز قبل ہی ۴ راکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد جمہوریہ کشمیر کے قیام کا اعلان کر دیا تھا غالباً یہ اعلان راولپنڈی صدر کے ایک ہوٹل "ڈان"، میں بیٹھ کر کیا گیا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گلکار نے اپنی تیرہ رکنی کابینہ بھی منتخب کر لی تھی جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی۔ جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اس اعلان کے دو روز بعد ۶ راکتوبر کو گلکار مظفر آباد کی راہ سے سری نگر پہنچ گیا۔ جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں اس کے بعد سری نگر میں اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردہ راز میں ہیں۔ لیکن باور کیا جاتا ہے

لہ شہاب نامہ صفحہ ۳۸۰، ۸۱

کہ بارہ مولا سے سرینگر کی جانب مجاہدین کی پیشقدمی سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلا شرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی ففتھ کالم کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیا میٹ کر دیا۔

قادیانی نہ صرف تقسیم سے پہلے بلکہ تقسیم کے دوران اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے ہے، اس کو قدرت کی ستم ظریفی سمجھیے یا پاکستانیوں کی بدقسمتی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جہاں پہلا وزیر قانون ایک ہندو منسٹر جوگندر ناتھ منڈل تھا وہاں پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی مسٹر سر چوہدری ظفر اللہ خاں تھا۔ جس نے باؤنڈری کمیشن میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور جسقدر ہو سکا پاکستانی سرحدوں کو نقصان پہنچایا جس کے لئے علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جب ہندوستانی فوجیں کشمیر پر چڑھ دوڑیں اور بہت سے علاقوں پر قبضہ جمایا تو پاکستانی فوج نے ایک زبردست منصوبہ بنایا اس بارے میں جب سر ظفر اللہ کو معلوم ہوا تو فوراً جنگ بندی کا حکم دے دیا اس واقعہ کو شہاب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"ہندوستان کے ان ناپاک عزائم کو خاک ملانے کے لئے ہماری افواج نے اکھنور اور نوشہرہ کے درمیان فوجی رسل و رسائل کی سڑک کو کاٹنے اور رمنا ور توی کے مغرب میں خاص طور پر چھمب پر حملہ کرنے عزم بالجزم کر لیا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ خدا جانے اس منصوبے کی بھنک ہندوستان کے کان میں پڑ گئی یا اس کا علم یو، این، او کمیشن والوں کو ہو گیا کہ دسمبر کے دوسرے نصف میں کراچی سے اچانک چوہدری غلام عباس اور سردار ابراہیم کو بلاوا آگیا میں بھی ان کے ہمراہ کراچی گیا۔ وہاں پر وزیراعظم لیاقت علی خاں کے ہاں ایک ہنگامی میٹنگ تھی جس میں وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خاں بھی موجود تھے میں خود تو اس میٹنگ میں موجود نہ تھا لیکن بعد ازاں اس کا احوال چوہدری غلام عباس کی زبانی سُنا۔ دونوں کشمیری لیڈروں کو حکومت پاکستان کے اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا کہ کشمیر میں جنگ بندی کی تجویز مان لی گئی ہے اور سیز فائر کے احکامات یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے

(شہاب نامہ صفحہ ۴۱۴)

نافذ ہو جائیں گے۔ یہ فیصلہ کشمیری لیڈروں سے مشورہ نئے بغیر اور ان کو اعتماد میں لئے بغیر ہی کر لیا گیا تھا۔ غالباً دونوں لیڈر چھمب پر حملے کی تیاریوں سے کسی قدر آگاہ تھے۔ اس لئے چوہدری غلام عباس نے دریافت کیا کہ اس خاص موقع پر جنگ بندی کا فیصلہ تسلیم کرنے میں کونسی خاص وجوہات یا مصلحتیں ہیں ؟ اس موضوع پر چوہدری غلام عباس اور چوہدری ظفر اللہ خاں میں گرماگرم بحث شروع ہو گئی بلکہ تلخ کلامی تک نوبت آ گئی لیکن فیصلہ اپنی جگہ برقرار رہا اور دونوں کشمیری لیڈر اپنا سا منہ لیکر کراچی سے واپس آ گئے ،،

چوہدری ظفر اللہ وہی ہیں جنہوں نے قائداعظم کا جنازہ پڑھنے کی بجائے ایک طرف بیٹھنے کو ترجیح دی اور اخباری نمائندوں کے استفسار پر جواب دیا کہ آپ مجھے مسلم حکومت کا کافر وزیر یا کافر حکومت کا مسلم وزیر سمجھیئے۔ شہاب جب ہالینڈ میں تھے تو ان کے چوہدری ظفر اللہ سے دوستانہ مراسم بھی رہے۔ ان دنوں چوہدری صاحب کی "مذہبی غیرت" کا ایک واقعہ شہاب نامہ میں یوں تحریر کرتے ہیں ۔

" ہالینڈ میں پہنچ کر محکمہ پروٹوکول کے ایک افسر نے مجھے برسبیل تذکرہ یہ بتایا کہ اگر ہم سور کے گوشت (پورک ، ہیم ، بیکن وغیرہ) سے پرہیز کرتے ہیں تو بازار سے بنا بنایا قیمہ نہ خریدیں کیونکہ بنے ہوئے قیمے میں ہر قسم کا ملا جلا گوشت شامل ہو جاتا ہے۔ اس انتباہ کے بعد ہم لوگ ہالینڈ کے استقبالیوں کا من بھاتا کھاجا قیمہ کی گولیاں (MEAT BALLS) کھانے سے اجتناب کرتے تھے ۔ ایک روز قصر امن (peace palace) میں بین الاقوامی عدالت عالیہ کا سالانہ استقبالیہ تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خاں بھی اس عدالت کے جج تھے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ قیمے کی گولیاں سرکے اور رائی کی چٹنی میں ڈبو ڈبو کر مزے سے نوش فرما رہے تھے۔ میں نے عفت سے کہا آج تو چوہدری صاحب ہمارے میزبان ہیں اس لئے قیمہ بھی ٹھیک ہی منگوایا ہو گا۔ وہ بولی ذرا ٹھہر و پہلے پوچھ لینا چاہیئے۔ ہم دونوں چوہدری صاحب کے پاس گئے۔ سلام کر کے عفت نے پوچھا چوہدری صاحب یہ تو آپ کی ریسپشن ہے۔ قیمہ تو ضرور آپ کی ہدایت کے مطابق منگوایا گیا ہو گا۔ ؟ چوہدری صاحب نے جواب دیا۔ ریسپشن کا موقع الگ ہے

شہاب نامہ ص ۱۰۰۳ ، ۱۰۰۴